سیدنا امیر معاویہ بطور منتظم سلطنت

عمارہ پروین*

The Study of Muslim history needs careful analysis based on honestly elaborated facts and freed from prejudiced opinions. The Umayyad dynasty was a great ruler-ship in Muslim history but it had victimized with biased judgments. The era of Muawiyah (r.a.) was the era of justice, patience, conquering, spread of Islam and prosperity. The Muslims and Non Muslims were provided their basic right and they were unrestricted to practice according to their ideologies. Under the administrative control of Muawiyah (r.a.) the first warship was prepared to figt against cruel kings and pirates of oceans. This is also a matter of fact the good governance of Muawaiyah (r.a.) started in the age of Omar (r.a.) when he appointed him as Governor. He remained governor in complete period of Othman (r.a) also and later after the volunteer and kind surrender of Hassan (r.a.) Muawiyah (r.a.) became the sole caliph of Muslims. The article states the attributes of Muawiyah (r.a.) as a ruler and administrator.

خاندان قریش عرب کا ممتاز خاندان تھا۔اس خاندان کا نام بھی اس کی شجاعت، بہادری، جواں مردی اور عزت واحترام کی خاطر—''قریش'' رکھا گیا تھا۔ خاندان قریش عرب کا ممتاز خاندان تھا۔ کیونکہ قریش ایک سمندری جانور کو کہتے ہیں جو اپنی قوت وطاقت کی وجہ سے دوسرے جانوروں پر غالب رہتا ہے خاندان قریش کی چھوٹی بڑی دس شاخیں تھیں۔ لیکن بنوعباس اور بنوامیہ ان میں دنیاوی عظمت کے لحاظ سے بہت ممتاز تھے۔ بنوہاشم کے سردار ہاشم بڑے سخی اور بامروت انسان تھے۔ سارے عرب میں ان سخاوت مشہور تھی۔ اسی طرح خاندان بنوامیہ کے سردار امیہ بن عبد الشمس تھے، ان کے سپرد قریش کی سپہ سالاری تھی۔ چنانچہ عکاظ، فجارِ اول، فجار دوم زمانہ جاہلیت کی لڑائیوں سپہ سالاری کے فرائض عبد الشمس کے پوتے ابوسفیان کے والد حرب بن امیہ نے سرانجام دیے۔

حرب بن امیہ کی موت کے بعد ان کے بیٹے کے ہاتھ سپہ سالاری رہی، مسلمان ہونے تک ابوسفیانؓ اس عہدے پر فائز رہے۔ نگاہِ نبوت میں بھی بنوامیہ کا بہت مقام رہا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی

* سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

چار میں سے تین صاحبزادیوں کا نکاح امیہ میں کیا۔ ابوسفیان کا گھر بیت اللہ سے بالکل ملحق تھا جب مسجدِ حرام کو توسیع کی گئی تو اس وقت اس گھر کو حرم میں داخل کر دیا گیا۔ ابوسفیانؓ کی بیٹی امِ حبیبہ سے نکاح کر کے اپنے قریبی رشتہ داری کے تعلقات نبھائے۔ فتح مکہ کے روز من دخل دار ابی سفیان فھو آمن۔۱ کہہ کر کے اس خاندان کے منصب کو زندہ رکھا۔ بیعتِ رضوان کے موقع پر پندرہ سو صحابہ نے آپ ﷺ کے ہاتھ پر حضرت عثمانؓ کے حق میں بیعت کر کے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضامندی کے حقدار ٹھہرے۔ سیدنا عثمانؓ کو شرفِ کتابیاتِ وحی بھی بخشا گیا۔ رسول ﷺ نے اپنی تمام حیات میں گورنری کے فرائض بنو امیہ کو ہی سونپے۔

عہد صدیقی میں عہدِ نبوی ﷺ کی طرح بنو امیہ کی صلاحیتوں کی بنا پر ان کو خاص عہدوں سے نوازہ گیا۔ ابو بکرؓ نے ابوسفیان کے بڑے بیٹے کو اسلامی فوج کے بڑے حصے کا سردار بنایا۔ معاویہؓ کو لشکر کا علمبردار مقرر کیا۔ ' سیدنا ابوسفیان کی پہلی آنکھ طائف کے محاصرے میں ضائع ہوئی۔ دوسری آنکھ عہدِ صدیقی میں جنگِ یرموک میں ضائع ہو گئی۔

عہد فاروقی میں عبیدہ بن جراح کی وفات کے بعد 18ھ میں یزید بن ابی سفیان فلسطین کے حاکم مقدر ہوئے اور قیساریہ کی مہم ان ہی کے سپرد کی گئی۔ عمواس کے تاریخی طاعون میں یزید ابی سفیانؓ کا انتقال ہوا۔ فاروقِ اعظم نے ان کے چھوٹے بھائی معاویہؓ کو ان کی جگہ شام کے صوبے کا گورنر بنا دیا۔ ۲

سیدنا معاویہؓ عہدِ نبوی اور خلفائے راشدین میں انتظامی مناصب پر فائز تھے۔ فتح مکہ 8ھ میں ہوئی۔ اس کے بعد ابتداء شوال میں غزوہ حنین اور طائف پیش آئے۔ یہ دونوں غزواتِ اسلام کے اہم معرکے تھے۔ چنانچہ ثقیف اور بنی ہوازن کے خلاف حنین کے مقام پر شدید قتال پیش آیا۔ اس غزوہ میں دیگر صحابہ کے ساتھ امیر معاویہ اور ان کے والد ابوسفیان نے اور ان کے برادر کلاں یزید ابی سفیان نے حصہ لیا۔

غزوہ حنین اور طائق کے بعد جن لوگوں کو نبی اکرم ﷺ کے (ایک ایک روز) سو سو شتر عنائت فرمائے ان میں سے حضرت ابوسفیان اور ان کے فرزند معاویہؓ تھے۔ رسول ﷺ کے پاس جہاں دیگر کاتب وحی تھے وہاں حضرت امیر معاویہؓ کو بھی ان کے خاندانی وقار کے پیشِ نظر کتابیت وحی کے منصب سے سرفراز کیا گیا۔

قیصر روم کے مراسلہ کی خواندگی کے فرائض سیدنا معاویہؓ نے انجام دیے۔ اس کی وضاحت شعبہ کے اکابر نے بھی کی۔ وہ بیان کرنا ضروری ہے تاکہ پتا چل سکے کہ اہلِ سنت والجماعت اور شعبہ دونوں کے نزدیک دورِ نبوت میں امیر معاویہؓ مراسلہ نویسی اور کتابتِ وحی کے منصب پر فائز تھے۔ شعیہ کے قدیم مورخ یعقوبی نے لکھا ہے:

وکان کتابہ الذین یکتبون الوحی والکتب والعھود علی بن ابی طالب، وعثمان بن عفان عمروبن العاص بن امیر ومعاویۃ بن ابی سفیان اور شرجیل بن حسنہ کندی۔ [۳]

"آنجناب کے لئے وحی و مراسلت وعہد و مواثیق وغیرہ تحریر کرنے والے حضرت علیؓ، عثمانؓ بن عفانؓ، حضرت عمرو بن العاصؓ، حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ اور شرجیل بن حسنہ وغیرہ اہم تھے۔"

"وائل بن حجر الکندی جو اپنے علاقہ کا رئیس تھا۔ یمن کے علاقہ حضرموت کے مقام سے آیا تھا۔ رسول ﷺ نے اس کے حق میں دعا کی۔ وائل کہتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو میرے ساتھ روانہ کیا اور ان کو ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ ہی میرے لئے ایک مکتوب تحریر کرایا۔"

نبی ﷺ نے ساحل البحر کے معادن قبیلہ کو قطعاتِ اراضی عنائت فرمائیں تھیں۔ نبی اکرم ﷺ کے فرمان سے قطعاتِ الراضی عطا کرنے کا وثیقہ حضرت امیر معاویہؓ نے تحریر کیا۔ [۴] حدثنا سھل: ان عینۃ بن حصن بن بدر والاقرع ابن نابس دخلا علی رسول اللہ ﷺ فسالاہ فامر لھما بما سالاہ وامر معاویہ رضی اللہ عنہ ان یکتب لھما بذالدو فکتب و دفع الی کل واحد منھما صحیفۃ [۵]

"سھل بن حنظلہ انصاری کہتے ہیں کہ ایک بار سردار دو جہاں کی خدمت میں دو شخص عینیہ بن حصن بن بلا اور الاقرع بن حابس نے ان کے سوال کو پورا کرنے کا امر فرمایا اور معاویہؓ کو ارشاد فرمایا کہ ان کی حاجت روائی کی خاطر ایک تحریر لکھ ان کے حوالے کی جائے۔ تو حسب ارشاد نبویؐ حضرت امیر معاویہؓ نے ان حضرات کا الگ الگ تحریر لکھ کر دے دی"

سھل بن حنظلہ انصاری کہتے ہیں کہ ایک بار سردارِ دوجہاں کی خدمت میں دو اشخاص عینیہ بن حصن اور الاقرع بن حابس نے ان کے سوال کو پورا کرنے کا فرمایا۔ اور معاویہ کو ارشاد فرمایا کہ ان کی حاجت روائی کی خاطر ایک تحریر لکھ کر ان کے حوالے کر دی جائے۔[6]

عہد صدیقی میں امیر معاویہؓ کے انتظامی مناسب:

اس سلسلہ میں امیر معاویہؓ کے منصب کتابت اور وثیقہ نویسی کی بعض خدمات دورِ صدیقی اور دورِ فاروقی میں پائی جاتی ہیں۔ ہشام بن عروہؓ ایک دفعہ امیر معاویہؓ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت معاویہؓ نے عروہؓ سے دریافت فرمایا کہ اس خاص تحریر کا کیا ہوا؟ تو عروہؓ نے کہا کہ وہ تحریر میرے پاس محفوظ ہے۔ اس پر امیر معاویہؓ نے بیان کرتے ذکر کیا کہ آپ کے والد زبیرؓ کے حق میں حضرت صدیقِ اکبرؓ نے ایک اراضی متعین فرمایا اور اس کے متعلق یہ وثیقہ میں لکھا۔[7]

غزوات میں شرکت:

21ھ کو جنگِ یمامہ ہوئی اور مورخین لکھتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ اس جنگ میں شامل تھے۔ وشھد یمامہ و ذعم بعضھم انہ ھو الذی قتل مسیلمہ حکاہ ابن عساکر۔ وقد یکون لہ شرک فی قتلہ۔[8]

"آپ جنگ یمامہ میں بھی حاضر ہوئے بعض کو گمان ہوا کہ مسلیمہ کو آپ نے قتل کیا ہے اس واقعہ کو ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔ البتہ وہ مسلیمہ کے قتل میں شریک تھے۔"

علاقہ شام کی طرف روانگی:

صدیقی دور میں علاقہ شام کی طرف سے مسلمانوں کے جیوش اور لشکر وقتاً فوقتاً بھیجتے رہے۔ یزید بن ابی سفیان کو شام کی طرف صدیقی دور میں مہمات سر کرنے کے لئے بھیجا گیا اور ان کے ساتھ دیگر صحابہ کرامؓ بھی ان مہمات میں شامل تھے۔ یزید بن اَبی سفیان نے مزید لشکروں کا تقاضا کیا تو آپؓ نے امیر معاویہؓ کو ان کی ماتحتی میں بھیجا۔

عہد فاروقی میں (گورنر) معاویہؓ بحیثیت گورنر:

بیت المقدس کی فتح کے وقت جابیہ کے مقام پر کفار کا ایک وفد آیا۔ حضرت عمرؓ نے صلح کی شرائط میں جزیہ لکھا۔ یہ واقعہ 15ھ کا ہے۔ صلح کی شرائط تحریر کروائیں گی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ عمرو بن العاصؓ،

عبدالرحمٰن بن عوف اور معاویہؓ بن ابی سفیان اور وثیقہ کے شاہد تھے۔ [9] یہ وثیقہ ۱۵ ہجری میں تحریر کیا گیا"۔ ا

فتح اُردن:

علاقہ شام کی فتوحات میں فتح اردن 15ھ کو ہوئی جب۔۔۔۔۔۔۔اردن کا معاملہ پیش آیا تو حضرت عمرو بن العاص نے حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کمک کی طرف بھیجنے کے لئے لکھا تو حضرت ابو عبیدہؓ نے یزید بن ابی سفیان کو ان کی طرف بھیجنے کیلئے آمادہ کیا اور ان کے ساتھ خود دستہ فوج روانہ کیا اس کے مقدمۃ الجیش پر حضرت امیر معاویہؓ بن ابی سفیان نگران تھے۔ یزید کو فتح ہوئی۔ ابو عبیدہ نے ان دونوں کی خوشخبری مرکز روانہ کی۔

مرج الصغر:

کے قتال میں امیر معاویہؓ شامل تھے اور معرکہ میں خالد بن سعید بن العاصؓ شہید ہوئے اور ان کی تلوار حضرت امیر معاویہؓ کو حاصل ہوئی۔

سواحلِ دمشق:

فتح دمشق کے ساتھ ہی اس کے سواحل صداء عرقہ، بیروت وغیرہ کی طرف اسلامی فوجوں نے توجہ کی۔ اس موقع پر لشکر کے "مقدمۃ الجیش" پر حضرت امیر معاویہؓ تھے اور ان کی کمان میں فتوحاتِ کثیرہ ہوئیں۔ "اخ ص وص اَ ''عرقتہ'' کی فتح حضرت امیر معاویہؓ کی کوشش سے ہوئی تھی یہ ان کی فہم و تدبیر کا ایک کارنامہ تھا۔ چنانچہ علامہ بلاذری نے لکھا ہے۔

کان یزید بن ابی سفیان وجہ معاویہ ﷺ الی سواحل دمشق سوی طرابلس فانہ لم یکن یطمع ینھا۔ مکان یقیم علی الحصن۔

"دمشق کی فتح کے بعد اس کے ملحقہ علاقہ جات کی فتح کیلئے یزیدؓ بن ابی سفیانؓ نے اپنے بھائی معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کو طرابلس کے بغیر سواحل دمشق کی طرف روانہ کیا حضرت امیر معاویہؓ ان علاقہ جات کی قلعوں کی طرف تشریف لے گئے"۔

فتح قیساریہ

اسی دوران ۱۸ھ میں طاعون عواس سے دیگر کئی صحابہ کرامؓ کے ساتھ حضرت ابو عبیدہؓ بھی فوت ہو گئے یزید بن ابی سفیان نے بھی اسی بیماری کی وجہ سے دمشق کی طرف سفر کیا اور قیساریہ کی مہم پر اپنے بھائی معاویہ بن ابی سفیانؓ کو امیر مقرر کیا۔ امیر معاویہؓ نے قیساریہ کو فتح کیا۔ یزید بن ابی سفیانؓ کی وفات کے بعد امیر معاویہؓ کو اس علاقے کا قائم مقام والی مقرر کیا گیا۔[11]

فتح عسقلان:

والی شام امیر معاویہؓ کو ایک مکتوب ارسال کیا کہ فلسطین کے باقی علاقوں میں عسقلان کی طرف توجہ کریں۔ اسے فتح کرنے کی سعی کریں۔ امیر معاویہؓ نے امیر المؤمنین کے اس حکم سے عسقلان کی طرف توجہ کی اور اسے فتح کیا۔ مدینہ طیبہ سے حضرت عمر فاروقؓ نے والی شام حضرت امیر معاویہؓ کو ایک مکتوب ارسال کیا کہ فلسطین کے باقی علاقوں میں عسقلان کی طرف توجہ کریں اور اسے فتح کرنے کی سعی کی جائے۔

چنانچہ حضرت امیر معاویہؓ نے امیر المومنین کے اس حکم کی تعمیل میں عسقلان کی طرف پیش قدمی کی اور اسے فتح کر لیا۔ قال عمر بن الخطاب تذکرون کسری وقیصر ودهاء هما وعندکم معاویة۔[12]

"سیدنا عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ تم لوگ قیصر و کسریٰ کی دانائی اور زیرکی کا ذکر کرتے ہو حالانکہ تمہارے ہاں معاویہ جیسے دانشمند اور زیرک آدمی موجود ہیں۔"

حضرت عمرؓ کی طرف سے معاویہؓ کا سالانہ وظیفہ جاری کیا گیا تھا۔

ان عمر افراد معاویة بالشام ورزقه فی کل شهر ثمانین دینار۔[13]

بے شک عمرؓ نے اسی دینار ماہوار مشاہرہ مقرر کیا۔ حضرت معاویہؓ کیلئے۔

حضرت عثمان کے دورِ حکومت میں معاویہؓ مناصب اور کردار تحصینِ سواحل:

فاروقِ اعظم کے دور میں ملک شام کے بیشتر علاقے فتح ہو گئے۔ ان مفتوحہ علاقوں پر امیر معاویہؓ ہی حاکم تھے۔ حضرت عثمانؓ نے ان علاقوں کے ساحلوں کو مزید مستحکم کرنے کی امیر معاویہؓ کو تلقین کی۔[3]

فتح بلادِ روم:

ابنِ جریر طبری نے لکھا ہے کہ 42ھ میں اہل روم نے ایک عظیم الشان لشکر تیار کیا جس سے اہل شام خائف ہوگئے۔ ملک شام میں مرکز کی طرف آٹھ ہزار کا لشکر بھیجا گیا۔ حضرت عثمانؓ کے دور میں موسم گرما میں بلادِ روم کی جانب سے غزوات کا سلسلہ ماتحتی میں یہ مہم شروع رہتی تھی۔

امیر معاویہؓ کی نگرانی میں جو غزوات ہوئیں ان کا سلسلہ نہایت وسیع ہے۔ قبرص بلادِ شام کے مغرب میں ایک مستطیل شکل کا معروف جزیرہ ہے۔ جو ساحل دمشق کی بڑی کوشش سے اجازت حاصل کی تھی۔ جزیرہ قبرص کی طرف سے اس سلسلہ میں حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ سے ۔۔۔۔۔۔ کی بڑی کوشش سے اجازت حاصل کی تھی۔ جزیرہ قبرص کی طرف سے اس سلسلہ میں حضرت امیر معاویہؓ نے مسلمانوں کے عظیم شکر کے ساتھ پیش قدمی کی اور ساتھ ہی دوسری جانب سے عبد اللہ بن سعد ابن ابی سرح ایک لشکر لے کر ان کی امداد کے لئے آپہنچے۔ "اہل قبرص" کے ساتھ اسلام کی عظیم الشان جنگ ہوئی اور قبرص مسلمانوں کا ہاتھوں فتح ہو گیا۔[۱۴]

محاصرۂ عثمانؓ اور تحفظ کی مساعی:

حالات اس قدر سنگین ہوگئے کہ امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفانؓ کو مسجد نبوی تک جانا دشوار ہو گیا۔ ان حالات میں حضرت عثمانؓ نے حضرت معاویہؓ اور والی بصرہ حضرت عبد اللہ بن عامر اور والی کوفہ کو مدینہ طیبہ کے ان حالات سے مطلع کیا اور مفسدین کی مدافعت اور مدینہ طیبہ کے ان ابتر سے مطلع کیا اور مفسدین کی مدافعت اور مدینہ طیبہ سے ان کے اخراج کے لئے فوجی دستے طلب کئے اس پر حضرت معاویہؓ نے شام سے مسلمہ بن حبیب الفھری کی قیادت میں ایک جیش روانہ کیا۔ لیکن اس کے باوجود مفسدین نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا۔ ان اللہ وانا الیہ راجعون۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

وقد اعتنی معاویہ رضی اللہ عنہ فی ایام امارتہ بقبرِ عثمان رضی اللہ عنہ ورفع الجدار بینہٗ وبین البقیع وامر الناس ان یفنوا موتاھم حولہ۔[۱۵]

"حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں آپؓ کی قبر کو اور مظبوط کیا گیا اور مزار اور بقیع کے درمیان دیوار قائم کی گئی اور اہل مدینہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے موتی کو اس قبر کے پاس دفن کریں"۔

امیر معاویہؓ کی سلطنت اور ان کے داخلی پہلو:

دورِ خلافت کا آغاز:

جنگ صفین سے واپسی پر حضرت علیؓ اپنی ہی جماعت کے ایک گروہ خوارج سے قتال وجدال میں الجھے ہوئے تھے تا آنکہ انہی میں سے ایک خارجی عبدالرحمٰن بن ملجم نے حضرت علیؓ پر زہر آلود خنجر کا وار کیا۔ زخم ایسا کاری لگا کہ تین روز بعد وفات پا گئے

حضرت حسینؓ نے والد کی تدفین کے بعد عراقیوں کے مجمع کے سامنے تقریر کی۔ اس میں کہا کہ میں تم سے بیعت لیتا ہوں کہ جس سے میں جنگ کروں تم بھی جنگ کروگے، جس سے میں صلح کروں تم بھی صلح کروگے۔ یہ بات سپاہیوں سے منظور نہ ہوئی انہوں نے نواسۂ رسول ﷺ کو زخمی کر دیا۔

زخم کے مندمل ہو جانے کے بعد حضرت حسینؓ نے بلا تاخیر مصالحت کی کوشش کی مگر حضرت حسنؓ نے صاف کہہ دیا کہ ہم نے معاہدہ کر لیا ہے۔

چنانچہ امیر معاویہؓ 41ھ کو متفقہ طور پر پورے عالم اسلام کے خلیفہ مقرر ہو گئے۔

نظامِ قضاء:

سیدنا معاویہؓ کی خلافت چونکہ خلفائے راشدین کی خلافت کا ایک تسلسل تھا اس لئے اکثر وبیشتر وہی حضرات صوبوں میں قاضی تھے جو سیدنا عثمانؓ اور سیدنا علیؓ کے زمانوں میں قاضی تھے بلکہ قاضی شریح تو سیدنا عمرؓ کے زمانہ سے قاضی چلے آرہے تھے۔ سیدنا فضالہ بن عبید کو سیدنا معاویہؓ نے اپنے عہدِ گورنری ہی میں شام کا قاضی مقرر کیا تھا۔ یہ سیدنا ابو ہریرہؓ کی جگہ قاضی مقرر تھے۔ یہ اپنی آخری سانس تک شام کے قاضی رہے۔ سیدنا معاویہؓ کی خلافت ہی میں　　　35ھ میں وفات پائی۔ ان جنازے کو سیدنا معاویہؓ نے کاندھا دیا۔ جب بھی سیدنا دمشقؓ سے باہر تشریف لاتے تو ان کو اپنا قائم مقام بناتے۔ چنانچہ جب آپؓ جنگ حنین کے لئے نکلے تب بھی آپؓ نے فضالہؓ کو اپنا قائم مقام بنایا۔[۱۶]

فضالہ وفات کے بعد نعمان بن شبیر انصاریؓ کو ان کی جگہ قاضی مقرر کیا۔ 46ھ کو حمص کے قریب انتقال کر گئے۔ سیدنا ابو ہریرہؓ امیر معاویہؓ کے عہد میں مدینہ منورہ کے قاضی رہے۔

عمیرہ بن یثری کو عبداللہ بن عامر بن کریز نے جو بصرہ پر سیدنا معاویہؓ کی طرف سے گورنر تھے، قاضی مقرر کیا تھا۔ یہ سنہ　　54ھ تک قاضی رہے۔ بعد میں زیاد بن ابی سفیان جب بصرہ کا

گورنر مقرر ہوا تو اس نے انہیں معزول کر کے عمران بن حصینؓ کو قاضی مقرر کیا۔ لیکن انہوں نے عہدہ قضاءۃ سے معذرت کر لی۔ چنانچہ بعد میں عبداللہ بن فضالہ پھر ان کے بھائی عاصم بن فضالہ اور پھر زرارہ بن اوفیٰ کو قاضی کوفہ مقرر کیا گیا۔ انہوں نے طویل مدت تک فرائض قضا کو انجام دیا۔ اتنے طویل عرصہ تک کوئی قاضی اپنے عہدہ پر قائم نہیں رہا۔

مالیات کی قضاء پر سیدنا عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں قاضی شریح کو قاضی مقرر کیا تھا۔ اتنے طویل عرصہ تک کوئی قاضی اپنے عہدہ پر قائم نہیں رہا۔ یہ قریباً 53 سال تک کوفہ کے قاضی رہے۔ پھر سنہ 87ھ میں انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔[۱۷]

عدض معاویہؓ کا معاشی نظام صوبوں کی آمدنی

آمدنی کی متذکرہ الصدر مدات سے سیدنا معاویہؓ کو مملکت کے مختلف صوبوں سے مندرجہ ذیل آمدنی ہوتی تھی۔

---51 ملین درہم، دجلہ---10 ملین

نہاونہ، دینوار اور ہمدان---40 ملین درہم، برے اور اس کے ملحقات 30 درہم ملین

حلوان---30 ملین درہم، موصل اور اس کے ملحقات---45 ملین درہم

آذربائیجان---30 ملین درہم، مصر---30 ملین درہم

فلسطین---450 ہزار دینار، اردن---180 ہزار دینار

دمشق---450 ہزار دینار، حمص---350 ہزار دینار، قنسرین اور

اس کے ملحات---450 ہزار دینار، الجزیرہ---55 ملین درہم، یمن 12 لاکھ دینار۔[۱۸]

المقریزی نے اپنی تصنیف الخطط میں ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کے عہد خلافت میں مسلمہ بن مجلہ نے بیت المال کے باقی مصارف پورا کرنے کے بعد حضرت امیر معاویہؓ کی خدمت میں فاضل آمدنی چھ لاکھ دینار ارسال کیے۔[۱۹]

معاویہؓ کے علمی و ثقافتی کارنامے

سیدنا معاویہؓ جس طرح حدیث نبوی ﷺ کے راوی ہیں اسی طرح بہت سے صحابہ کرامؓ اور تابعین حضرت کے مروی عنہ بھی ہیں نیز آپ راوی مروی دونوں شرفوں سے مشرف ہیں۔ آپؓ

اپنے اکابر کے فیصلوں کو معتبر سمجھتے تھے۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو خاص لفظ کے ساتھ طلاق دی اور حضرت علیؓ سے فتویٰ لیا۔ حضرت علیؓ نے اس کی بیوی کو اس پر حرام ہونے کا فتویٰ دیا۔ حضرت علیؓ کے دور کے بعد وہی مسئلہ اس شخص نے معاویہؓ نے سامنے رکھا اور حضرت علیؓ کا فیصلہ بھی سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

قد اجرنا قضاہ علیک اوقال ماکنا لنرد قضاء قضاہ علیک۔ [۲۰]

مطلب یہ کہ علی المرتضیٰ کے فیصلہ کو ہی حضرت امیر معاویہؓ نے نافذ کیا اور برقرار رکھا۔ اس کے خلاف نہیں کیا۔

امیر معاویہؓ کو اپنے عہدِ خلافت میں معلوم ہوا کہ ایک شخص عبد بن شریہ الجرھمی تاریخ دان ہے۔ معاویہؓ نے اس کو صفا کے علاقے سے بلوا کر حکم دیا کہ عرب و عجم کے حالات قلمبند کرو۔ [۲۱]

یہ شخص عبدالملک بن مروان کے عہد تک زندہ رہا اور اس نے تدوین تاریخ کے سلسلہ میں متعدد تاریخی کتب مرتب کیں۔ مثلاً الامثلا کے کتاب الملوک طب یونان کو پہلی بار امیر معاویہؓ نے عربی زبان میں منتقل کیا۔

عوامی فلاح و بہبود کا انتظامی نظم و نسق:

اہلِ تاریخ نے لکھا کہ شام اور بلادِ روم کے درمیان سرحدی علاقہ "مرش" غیر آباد تھا۔ امیر معاویہؓ نے پھر اس کو آباد کیا اور اسلامی فوج کا مستقر بنایا۔ [۲۲]

یعقوبی نے لکھا کہ "امیر معاویہ" افریقہ کے مشہور شہر قیدوان کی آبادکاری کی گئی پھر وہاں عقبہ بن عامر الفہری کے ذریعے عظیم مسجد تعمیر کرائی گئی۔ جو ممالک تعمیر ہوتے اس میں مساجد، اقام صلوٰۃ اور دینی تعلیم کا نظام بھی قائم کیا جاتا تھا۔

نہری نظام قائم کیا جب کھدائی کا کام مکمل ہوا تو اس میں پانی کے اجراء کے لیے زیاد نے بطور تبرک صحابیٔ رسول ﷺ معقل بن یسار کو افتتاح کے بلوایا۔ لوگوں نے اس نہر کو نہر معقل کا نام دے دیا۔ [۲۳]

آپ نے حرمین کے آثار کی حفاظت کی مکہ مکرمہ کی حویلیوں کو دروازے لگا کر حرم کو محفوظ بنایا گیا۔ [۲۴]

خدیجہ الکبریٰؓ کے گھر کو انہوں نے مسجد بنا کر متبرک گھر کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ اہلِ مدینہ کی حفاظت کے لئے "قصر خل" بنوایا، مقام حرہ کے نزدیک دومہ کے مقام پر [۲۵] اہل مدینہ کے لئے ایک قلعہ "قصر بنی جدیلہ" بنوایا۔ مدینہ میں دار القضاء کو قائم کیا۔ مسجدِ نبوی کے ارد گرد پتھر لگا کر فرش پختہ کر دیا۔

امیر معاویہؓ کا عہدِ خلافت اور ان کے انتظام سلطنت کے حکومتی اور خارجی پہلو:

امیر معاویہؓ نے شرقی ممالک میں بغاوتوں کو فرو کرنے کی جس طرح کوششیں کیں اس طرح ان ممالک میں فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا۔

خراسان، ترکستان، سجستان، سمرقند بخارا وغیرہ کی فتوحات:

53ھ میں زیاد کا انتقال ہوا تو حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی جگہ ان کے فرزند عبید اللہ بن زیاد کو خراسان کو والی مقرر کیا۔ اس نے بخارا کے کوہستانی علاقہ میں اونٹوں پر سفر کیا۔ بخارا کے علاقے میں متعدد مقامات دامنی، تف اور بیکندر وغیرہ علاقوں کو فتح کر کے اسلام کا پرچم بلند کیا۔

سیدنا معاویہؓ نے فضالہ بن عبید اللہ انصاری کو اور ان کے بعد ابو ادریس الخولانی کو محکمہ قضاء کا سربراہ مقرر کیا۔[۲۶]

عسکری نظام:

سپہ سالاری معاویہؓ کا خاندانی منصب تھا۔ اس لئے فوج کے صیغہ میں کافی ترقی ہوئی ان کے دور میں۔ معاویہؓ نے بنیادی طور پر فوج میں تبدیلی نہ کی بلکہ بہت اضافے کیے۔ فوجیوں کی تنخواہیں دوگنی کر دیں گئیں۔ تنخواہوں کی ادائیگی میں خاص تاریخ کا تعین بھی کر دیا۔

فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ فوج اور رضاکار۔ رضاکار فوج کو بھی باقاعدہ تنخواہ دار فوجیوں میں تقسیم کر دیا۔ آپ کے عہدہ میں باقاعدہ فوج کی تعداد دو لاکھ بیس ہزار تھی جو کہ حسبِ ذیل چھاؤنیوں میں رہتی تھی۔

- کوفہ کی چھاؤنی میں---20　ہزار
- بصرہ کی چھاؤنی میں---80　ہزار
- مصر کی چھاؤنی میں---40　ہزار

۔شام کی چھاؤنی میں---40 ہزار

موسموں اور ملکوں کے اختلاف کے باعث فوج کو دو حصوں میں منقسم کر دیا گیا تاکہ فوجی مہموں میں کوئی مزاحمت پیش نہ آئے۔

1۔ شتیائیہ---(سرمائی فوج)

2۔صائفہ---(گرمائی فوج)

علاوہ ازیں ایک ریزو فوج کی تشکیل بھی دی گئی۔اس فوج سپہ سالار سیدنا معاویہؓ کے خصوصی مشیر تھے۔ریزرو فوج کے بھی دو حصے تھے۔

1۔بری (زمینی فوج) ---بحری (سمندری فوج)

جہاز سازی کے کارخانے:

جب اسلامی بحریہ کو تشکیل دیا گیا تو اس کیلئے ضروری تھا کہ بحریہ کی ترقی کے پیشِ نظر ملک کے ساحلی علاقوں میں جہاز سازی کے متعدد کارخانے قائم کیے جاتے۔علامہ بلاذری نے لکھا کہ پہلا جہاز سازی کا کارخانہ سنہ 45ھ میں قائم ہوا جبکہ مقریزی کا بیان ہے کہ سب سے پہلا جہاز ساز کا کارکانہ 45ھ میں جزیرہ "روضہ" میں قائم ہوا۔اردن میں عظیم الشان کارخانہ قائم ہوا۔ملک کے مزدور ساحلی علاقوں پر اکٹھے کیے گئے تاکہ کارخانوں کے لئے لیبر کی کوئی دقت نہ رہے۔[۲۷]

امیر البحر کا عہدہ:

اسلامی بحریہ کی ترقی کے پیشِ نظر بحریہ کے لئے امیر البحر کا الگ عہدہ قائم کیا گیا۔پہلے امیر البحر عبد اللہ بن قیس الحارثیؓ مقرر ہوئے۔انہوں نے کم و بیش پچاس لڑائیوں میں حصہ لیا۔عبد اللہ بن قیس کے بعد جنادہ بن ابی امیہ امیر بحر مقرر ہوئے۔یہ خلافت عثمانی سے دورِ یزید بن معاویہ تک برابر بحری لڑائی میں مصروف رہے۔

بیت المال اور عہد معاویہ کا معاشی نظام

ایک اسلامی ریاست کی آمدنی اور محاصل کی جو مدات ہوتی ہیں،سیدنا معاویہؓ کی حکومت کے محاصل کی بھی وہی مدات تھیں۔چنانچہ تاریخی روایات سے پتا چلتا ہے کہ آپ کی حکومت کی آمدنی حسبِ ذیل مدات تھیں۔

بیت المال کی آمدنی کے ذرائع:

زکوٰۃ، عشر، خراج و جزیہ، صدقات، فئے، خمس، ضرائب لگان، عشور، اوقات، اموالِ فاضلہ۔

صوبوں کی آمدنی:

سیدنا معاویہؓ کو مملکت کے مختلف صوبوں سے مندرجہ ذیل آمدنی ہوتی تھی۔ عراق اور اس کے ملحقات--- 655 ملین درہم۔ مواد اور اس کے ملحقات 130 ملین درہم، صوبہ فارس 70 ملین درہم، اہوز اور اس کے ملحقات---40 ملین درہم۔

سلسلہ فتوحات. مؤرخین کے بقول سعید بن العاص کی مساعی سے طبرستان فتح ہوا۔ حضرت کے آخری دور ہی میں سندھ کی طرف پیش قدمی جاری تھی۔ یکے بعد دیگرے سندھ پر حملے جاری رہے۔ معاویہؓ نے مکران کے علاقے پر عبداللہ بن سوار کو والی مقرر فرمایا۔ اسی دور میں عبداللہ بن عامر کی مساعی سے کابل فتح ہوا۔ وہاں ابو قتادہ شہید ہوئے اور مخالفین کے کئی لوگوں کو قیدی بنالیا گیا جن میں سے مشہور یہ ہیں۔ مثلاً محلول، سالم بن محلان، نافع مولی ابن عمر۔[۲۸]

سیدنا عثمانؓ کی شہادت پر فتوحات کا جو سلسلہ رک گیا تھا وہ دوبارہ شروع ہو گیا۔

فغزا معاویة رضی اللہ عنہ ارض الروم ست عشرة عزوہ تذهب سرية في الصيف ويشتوا بارض الروم ثم تقفل وتعصبها اخرى۔[۲۹]

"روم کے علاقے میں معاویہؓ نے قریباً سولہ غزوات کیے آپ گرمیوں میں ایک فوج کو بھیجتے تھے جو سردیوں میں بھی اس عالقہ میں مقیم رہتی تھی پھر وہ فوج واپس آجاتی اور ان کی جگہ ایک دیگر فوجی فوجی دستہ بھیج دیا جاتا تھا۔"

سب سے اہم قسطنطنیہ کی فتوحات ہیں۔ اس غزوہ کے متعلق نبی ﷺ سے بشارات بھی منقول ہیں۔ اس کو بھی معاویہؓ نے فتح کیا۔

قال النبی ﷺ: اول جیش من امتی یغذون مدینہ قیصر مغفور لھم۔[۳۰]

نبی ﷺ کا ارشاد ہے: میر اُمت میں سے پہلا لشکر جو مدینۃ قصر (قسطنطنیہ) پر غزا اور جہاد کرے گا وہ مغفور ہے۔"

53ھ میں بحری غزوات کے سلسلے میں جزیرہ روڑوس کو فتح کرنے کی کوشش کی گئی۔ اُس وقت بحری افواج کے امیر جنادہ بن امیہ ازدی تھے۔

اس کے بعد بلادِ روم کا قلعہ کمخ فتح ہوا۔ اسلامی فوج کے امیر عمیر اسلمی قلعہ کمخ کی فصیل پر چڑھ گئے اور تنہا مقابلہ کرتے رہے اور قلعہ سے رومیوں کو ہٹا دیا۔[۳۱]

اس کے بعد بلادِ افریقہ کی فتوحات ہوئیں۔ فتح مصر میں شریک رویفع بن ثابت انصاری ہیں، یہ فتح مصر میں شریک جہاد ہوئے۔ انہوں نے ایک افریقی علاقہ غزا فتح کیا۔ عقبہ بن نافع الفہری نے سوڈان کے اہم مقامات فتح کیے اور وعان اور برقعہ بھی اسلامی ریاست کے زیرِ نگیں کیے۔

حکومتی مناصب پر تعیناتی و معزولی:

عمر بن العاص مصر کے حاکم تھے۔ آپ 38ھ تک مصر کے والی رہے۔ 43ھ میں مصر ہی میں آپ نے انتقال کیا۔ مغیرہ بن شعبہؓ عمرۃ الحدیبہ سے قبل اسلام لائے۔ قبل صفین کے معرکوں سے الگ رہے۔ معاویہؓ جب متفقہ خلیفہ تجویز ہو گئے ان کی بیعت کی۔ معاویہؓ ان کو کوفہ پر والی اور حاکم بنایا۔[۳۲]

سمرہ بن جنزبؓ بصرہ کے والی رہے۔

عقبہ بن عامر الجہنیؓ معروف صحابی ہیں اور انہوں نے احادیث بھی روایت کی ہیں۔ قرآن کو جمع کرنے والوں کے ساتھ تھے۔ عمدہ قاری اور فقیہہ تھے۔ دمشق کی فتوحات مین شریک تھے۔ فتحِ دمشق میں شریک ہوئے۔ 74ھ میں بحری غزوات میں بھی شریک تھے۔ معاویہؓ نے ان کو مصر کا فاتح اور والی بنایا۔

مالک بن ہیرہ بن خالدؓ فتح مصر میں شامل تھے۔ امیر معاویہؓ نے حمص کے علاقہ پر 52ھ میں امیر اور حاکم مقرر فرمایا۔

ابو ہاشم بن عتبہؓ صحابی کئی غزوات میں شریک رہے۔ ان کو الجزیرہ پر عامل اور والی بنایا گیا۔

شرجیل بن المسط الکندیؓ حمص کے علاقے پر والی رہے اور وہیں انتقال کیا۔

شرجیل کے بعد نعمان بن بشیرؓ کو حمص کا والی بنایا۔

عبداللہ عارم جہینی کو بصرہ کا والی بنایا۔ عبدالرحمٰن بن سمرۃ فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ آپ سجستان، فراسان، کابل اور دمشق کے علاقوں پر والی رہے۔

حوالہ جات وحواشی

[1]۔ امیر علی، سید: ہسٹری آف دی عزیز (انگریزی) نیویارک لندن: 1961ء، ص: 14

[2]۔ ہسٹری آف دی عزیز: 154

[3]۔ احمد بن علی، مسند ابی یعلیٰ، طبع دمشق 312ھ، 3/ 171

[4]۔ مستدارک حکم: 3/ 518

[5]۔ تاریخ مدینہ المنورہ، المنیری، البصیری، ابو زین بن شیبہ، مکتبہ ابن تیمیہ القاہرہ، ۲۶۲ھ

[6]۔ المیزی، البصری، ابو ذین شیبہ: تاریخ مدینۃ المنورہ: مکتبہ ابن تمیسہ القاھرہ، 262ھ

[7]۔ ابنِ کثیر، البدایۃ: 7/ 57

[8]۔ البدایۃ، ابن کثیر، ۸/ ۷/ ۱۱

[9]۔ بلازری، فتوح البلدان، ص: 127

[10]۔ بلازری، فتوح البلدان، ص: 127

[11]۔ ابن کثیر، البدایۃ: 8/ 18

[12]۔ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ: 3/ 262

[13]۔ البلایۃ: 8/ 125

۔۳ بلاذری، فتوح البلدان: ۱۳۴۔۴ بلاذری، فتوح البلدان ۱۵۹، 161

[15]۔ البدایہ، ابن کثیر، ۷/ ۱۹۱

[16]۔ عرنوس، محمود بن، محمد، تاریخ القضائی الاسلام، امطبعۃ المصریہ الحدیثیہ، القاہرہ۔ س ن 196۔

[17]۔ ایضاً

[18]۔ الیعقوبی، احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، مکتبہ شرکت انتشارات، علمی و فرہنگی 2/ 277، 278

[19]۔ المقریزی، الخطط 1/ 79

[20]۔ السنن الکبریٰ 10/ 120

[21]۔ ابن ندیم، محمد، بن اسحاق، الفہرست، علمیہ، طبع بیروت، طبع ثانی ۲۰۰۲: 138

[22]۔ فتوح البلدان: 124

[23]۔ ایضاً: 366

[۲۴]۔ تاریخ ابن عساکر 16 / 744

[۲۵]۔ تاریخ مدینہ المنورہ 1/ 271

[۲۶]۔ ابن اثیر: 3/ 262

[۲۷]۔ فتوح البلدان:124

[۲۸]۔ تاریخ خلیفہ ابن خیاط 1/ 19

[۲۹]۔ البدایۃ: 8/ 133

[۳۰]۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، بخاری شریف: 1/ 410، کتاب الجہاد۔ مکتبہ رحمانیہ لاہور

[۳۱]۔ تہذیب التہذیب: 3/ 299

[۳۲]۔ الاصابہ: 3/ 432، البدایۃ: 8/ 48